جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۴ء | نمبر ۴۶

سالانہ جلسہ کے متعلق ہمارا کیا فرض ہے؟

ہر ایک احمدی کے دل میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے متعلق ہمارا کیا فرض ہے؟ اس سوال کے جواب کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو ان لوگوں کے متعلق جو قادیان سے باہر ہیں دوسرا ان لوگوں کے متعلق جو قادیان میں ہیں اور ایک جواب اس کا مشترک ہے۔ مشترک جواب تو یہ ہے کہ

ہمکو انتہائی کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ جلسہ کامیاب اور بابرکت ہو۔

قادیان والوں کا فرض یہ ہے کہ جو بھائی باہر سے اس تقریب پر آتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان اور آیت سمجھکر ان کا احترام اور اکرام کریں نہ صرف اس لئے کہ مہمان کا اکرام و احترام اسلامی شعار ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ ان مہمانوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ۔

وہ خدا کے مہمان ہیں،

اور جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا گیا ہے یہ آنے والے خدا تعالیٰ کی اس وحی کے پورا کرنے والے ہوتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی خدا تعالیٰ نے آپ وعدہ کیا کہ تیرے پاس دور دراز کے لوگ آئیں گے۔ اور آپ ہی ان کے تکفل کی بشارت دی۔ پس جو ان آنے والے بھائیوں کا احترام اور خدمت کرتے ہیں تو یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک فضل اور رحم ہے کہ اس نے ہم کو موقعہ دیا ورنہ یہ خیالی بات نہیں کہ ان کی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ دوسروں کو مقرر کر دیتا۔ اس لئے اس فضل و کرم کے شکریہ کا یہ عملی اظہار ہے کہ ہم اپنے آرام کو قربان کر کے بھی جو آرام آنے والے احباب کو پہونچا سکتے ہیں اس میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں۔ وہ ہمارے لئے خود ایک محبت اور اخلاص کا جذبہ۔ اور حسن ظن لے کر آتے ہیں کیونکہ ہم مہدی موعود علیہ السلام کے جوار میں رہنے والے ہیں۔ اور ہم وہ لوگ ہیں جو سب سے اول برکات خلافت سے حصہ لیتے ہیں۔ ان کی توقعات ہمارے متعلق بہت زیادہ ہیں اور جائز ہیں۔ اگر ہماری وجہ سے کوئی ٹھوکر کھائے (خدانخواستہ) تو ہم بہت بڑے جوابدہ ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آنے والے بھائیوں کے لئے اپنے اخلاق و اعمال کا بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق چاہیں۔

جو خدمت جس کے سپرد ہو وہ اس کو نہایت اخلاص محنت اور پوری توجہ سے سرانجام دے۔

وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہیں ان کا فرض سالانہ جلسہ کے متعلق سب سے اول یہ ہے کہ کوئی چیز ان کو شمولیت سے نہ روک سکے۔ وہ ہر حالت میں (بشرطیکہ ان کے اختیار سے باہر نہ ہو جائے) ہر مشکل کا مقابلہ کر کے قادیان میں پہنچیں۔

چونکہ یہ ان کا اپنا جلسہ ہے وہ آپ ہی مہمان اور میزبان ہیں۔ اس لئے اگر کوئی امر ان کی طبیعت کے خلاف بھی ہو تو وہ اپنے مصروف خادموں کی مشکلات اور وقتوں کا اندازہ کرتے ہوئے عفو اور چشم پوشی سے کام لیں۔

اس جلسہ کے اخراجات پورا کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کا احساس پہلے ہی سے ہے۔ اسلئے

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر کے چھپا اور شیخ ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شایع کیا

اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ایسے کثیر اجتماع میں بہت سی فروگذاشتیں ناظمان جلسہ سے ہو جانی ممکن ہیں۔ لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری کا احساس کرے تو ایسی فروگذاشتیں نہ صرف دور ہو سکتی ہیں بلکہ ہم میں **محبت و اخلاص** کی ایک لہر پیدا کر دیتی ہیں۔

سب سے بڑی ضرورت ایسے موقعہ پر **قوانین** کی پابندی کی ہوتی ہے انتظامی جماعت جس قسم کے احکام جاری کرے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم ان قوانین کا احترام کرتے ہوئے پابندی کریں اس لئے کہ ان قوانین کی پابندی نہ صرف ہم میں **ترتیب** اور سہولت عمل کی سپرٹ پیدا کر دیتی ہے بلکہ اس پابندی سے یقیناً ہم کو آرام ملتا ہے۔ اگر ہم بے ترتیبی سے کام کریں گے تو بہت ممکن ہے کہ ایک کام کے کرنے میں زیادہ وقت اور زیادہ وقت صرف ہو۔ لیکن اگر ترتیب سے کریں گے تو وہ جلد اور خاموشی سے ختم ہو جائے گا۔

ان امور کے بیان کے بعد یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جس غرض کے لئے ہم آئے ہیں اگر اسی کے حاصل کرنے میں غفلت اور تساہل سے کام لیں تو یہی نہیں کہ ہم اپنے وقت اور روپیہ کو ضایع کر رہے ہیں بلکہ اندیشہ ہے کہ عند اللہ جوابدہ ہوں۔ اس لئے بہت زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے وقت کا احتساب رکھیں اور اسے ضایع ہونے سے بچاویں۔

جلسہ کا پروگرام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے ایک حصہ اس قسم کی تقریروں کا ہوتا ہے جس سے جماعت کو سلسلہ کے کاموں سے واقفیت ہو۔ اور انہیں معلوم ہو کہ ان کی مادی ضروریات اور مادی فرائض سلسلہ کے متعلق کیا ہیں۔ اس حصہ سے مراد سلسلہ کے کاموں کی رپورٹیں اور ان کاموں کے متعلق ضروریات پیش آمدہ کا اظہار کر کے مالی امداد کی طرف توجہ دلانا۔ پروگرام جلسہ کی اصطلاح میں یہ رپورٹوں اور اپیل سے مراد ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ مضمون بہت خشک ہوتا ہے بعض لوگ جلسہ گاہ سے باہر چلے جاتے ہیں یہ سخت نامناسب اور ناقابل **عفو** غلطی ہے۔ سلسلہ کے جس قدر کام ہو رہے ہیں اور جن پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے وہ جماعت ہی دیتی ہے اور کوئی ایسی تحریک نہیں ہوتی جس پر ہر فرد اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق لبیک نہیں کہتا۔ اس لئے ایسے وہم بھی نہیں کر سکتا کہ وہ محض اس لئے اٹھ جاتے ہیں کہ چندہ کا معاملہ ہے بلکہ ایسا خیال کرنا بھی گناہ ہے ان کے اٹھنے کی وجہ جو میں نے ہمیشہ سمجھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایسی رپورٹوں کا سننا غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔

لیکن یہ غلطی ہے جب تک ہم سلسلہ کے کاموں سے پورے طور سے واقف نہ ہوں اس وقت تک ہماری دلچسپی **مالی قربانیوں** کے لئے بڑھ نہیں سکتی۔ اور ہماری تعلق گہرا نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر چند اس قسم کے مضامین خشک ہوں ہمارے اپنے نقطۂ خیال سے غیر ضروری ہوں ہمارا فرض ہے کہ۔

ہم موجود رہ کر انکو پوری توجہ سے سنیں

تاکہ ہم اس قابل ہو سکیں کہ کس طرح ان کاموں کو سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ایک کارکن بدل ہو جائے تو دوسرا اس کی جگہ سنبھال لے۔ پس جلسہ گاہ سے کبھی اور کسی حال میں بھی **بجز طبعی ضرورتوں** کے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ اور اس کے لئے بھی نہایت آرام اور خاموشی سے باہر نکلنا چاہیئے تاکہ دوسروں کی توجہ میں خلل واقع نہ ہو۔

ایسا ہی جو حصہ پروگرام کا **لیکچروں** کے متعلق ہوتا ہے اس میں بھی بعض اوقات یہ وقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی لیکچرار اپنی آواز میں طبعی طور پر بلند آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے **سامعین** تک نہ پہنچا سکے تو بھی ان کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ آداب جلسہ کے لحاظ سے وہ خاموشی سے بیٹھے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو ضایع نہیں کرے گا۔ اور **پروگرام** کے تمام **لیکچروں** کو باقاعدہ سننا چاہیئے۔

ایک بات لیکچراروں کی خدمت میں عرض کر دینا بے محل نہ ہو گی کہ وہ اپنے لیکچر کو حتی الوسع اپنے مقررہ وقت کے اندر ختم کرنے کی کوشش کریں تاکہ **نظام عمل** درست رہے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اصل چیز جس پر ہمارے تمام **اعمال** کا مدار ہو یہ ہے کہ ہم سب کام **خدا کی رضا** کے لئے کریں اپنی **نیات** کو ٹٹولیں اور درست کریں ہمارا یہاں آنا یہاں جمع ہونا اور ان باتوں کو سننا محض اس لئے ہو کہ۔

مولیٰ کریم راضی ہو جاوے،

اور ہم یہ یقین اور شعور لیکر ہر جلسہ میں شریک ہوں کہ ہم خدا تعالیٰ کے **منادی** کی آواز سننے جا رہے ہیں ہم اس **صور** کی آواز پر جمع ہو رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نفخ سے بولا ہے۔ اس کے ایسے واقعہ پر **ادب** اور **احترام** اور **اخلاص و خشیت** کے جذبات اپنے قلب میں لیکر آنا بابرکت ہوتا ہے۔ اور یہ جذبات ترقی کرتے ہیں جبکہ ہم اپنے **امام کے ساتھ تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرتی ہیں**

اس لئے کہ **فیوضات ربانی** کا وہ بڑا نل ہے جس کے ذریعہ سے دوسرے نلوں میں آبحیات پہونچتا ہے پس اس کے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کر لو کہ پھر خطرہ کا کوئی مقام نہیں ہے

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ امسال جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو منعقد ہو گا۔ پروگرام حسب ذیل ہے:-

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء جمعہ

اجلاس اول

وقت	مضمون	مقرر
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ ،، ،، ۱۰½ ،، ،،	ویدک دھرم اور اسلام	میر قاسم علی صاحب
۱۰½ ،، ،، ۱۱ ،، ،،	رپورٹ صدر انجمن	سکرٹری
۱۱ ،، ،، ۱۲ ،، ،،	مغربی افریقہ کی حالت اور ہمارا میدان عمل اور ہماری ذمہ داری	مولوی عبدالرحیم صاحب نیر

نماز جمعہ و عصر ۱۲ بجے سے ۳ بجے دن تک

اجلاس دوم

وقت	مضمون	مقرر
۳ بجے سے ۴ بجے تک	بہائی ازم	شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
۴ ،، ،، ۵ ،، ،،	وفات مسیح	مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ہفتہ

اجلاس اول

وقت	مضمون	مقرر
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ ،، ،، ۱۰½ ،، ،،	اسلامی شریعت موجودہ زمانہ اور ہر ایک ملک کے لئے موزوں ہے	چودھری ظفر اللہ خان صاحب
۱۰½ ،، ،، ۱۱½ ،، ،،	ذکر حبیب علیہ السلام	مفتی محمد صادق صاحب
۱۱½ ،، ،، ۱۲ ،، ،،	رپورٹ صیغہ ہائے نظارت	..
۱۲ ،، ،، ایک بجے تک	غیر مسلم اقوام ہند میں تبلیغ	چودھری فتح محمد صاحب

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے ۲½ بجے تک

اجلاس دوم

۲½ بجے سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر شروع ہو گی

تیسرا دن ۲۸ دسمبر اتوار

وقت	مضمون	مقرر
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ ،، ،، ۱۰½ ،، ،،	حضرت مسیح موعود کی بعض پیشگوئیاں جو حال میں پوری ہوئیں	مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۱۱ بجے سے	رپورٹ بیت المال و اپیل چندہ	ناظر صاحب بیت المال

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے ۲½ بجے تک

۲½ بجے سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر شروع ہو گی۔

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل۔ ناظر اعلیٰ قادیان

(نوٹ) مولوی عبدالرحیم صاحب نیر magic Lantern کے ذریعہ سے کسی مناسب رات کے وقت ہائی سکول ہال میں تبلیغ مغربی افریقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر بلاد عربیہ کے مختلف مناظر دکھائیں گے۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

مختصر نوٹ

ہندوستان اقوام عالم کا معلم بنے گا

جس جہاز پلسنا نامی میں ہم آرہے تھے اس میں لیڈی لٹین (جو انگلستان کی تھیا یوفیکل سوسائٹی کی صدر ہیں معہ چند مدراسی طلباء کے آرہی تھیں ان طلباء میں کرشنا مورتی بھی تھا جسکو وہ ہندوستان کا کوئی موعود بنانا چاہتی ہیں) گوکھلے ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان ایک دفعہ نہ صرف روحانی امور میں بلکہ عملی سیاسیات میں بھی تمام دنیا کا معلم بننے والا ہے۔ ہندوستان اس وقت اس قابل ہے کہ دیگر اقوام کی غلطیوں سے سبق حاصل کرنے اور غور و فکر کرنے کے بعد ایک آئین وضع کرے امید ہے کہ وہ آئین اس بات کا نمونہ پیش کرے گا کہ جمہوریت اور حکومت مجتمع ہو سکتی ہے"

لیڈی لیٹن کے اس یقین کی ہم تائید کرتے ہیں کہ ہندوستان اقوام عالم کا معلم بنے گا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس معلم کو بھیجدیا ہے جو اپنا کام کر کے واصل باللہ ہو چکا ہے۔

ہم نے لیڈی لیٹن کی اس گفتگو کو سنا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے پلسنا جہاز پر ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت اسے پہنچائی ہے۔

یہ سچ ہے کہ ابھی ہندوستان کی سیاسی اور مذہبی مجالس اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے وجوہات کچھ اور ہیں لیکن وقت آرہا ہے کہ انہیں بجز اس صداقت کے تسلیم کرنے کے کوئی چارہ باقی نہیں رہے گا × اب تک ہمارا سلسلہ عملی طور پر سیاسیات سے الگ رہا ہے لیکن عہد حاضرہ کی ضرورتوں نے جہاں ہمارے امام وقا ئمد اعظم کو سیاسی معاملات میں اپنی رائے ظاہر کرنی پڑی ہے بالآخر وہی رائے صحیح اور صائب ثابت ہوئی ہے آج ترک موالات کی ناکامی اور اس سکیم کے ترک کرنے پر خود تارکین کا اعتراف اور اصرار ہے لیکن جب سلسلہ احمدیہ کے امام نے اس تحریک کی اور ناکامی ظاہر کی تھی اس وقت مخالفت کا ایک شور بلند ہوا بہرحال وقتی ضروریات ملک کے صادق ہمدردان کو اس آواز کے سننے پر مجبور کر دیں گی جو قادیان کی بستی سے اٹھتی ہے اور یہی آواز ہے جو اقوام عالم کے ہندوستانی معلم کے منہ سے نکل رہی ہے۔

پیغام کو میرے سفر نامہ کا فکر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہمرکاب بجے جانے کی سعادت نصیب ہوئی تو پیغام کو قدرتی طور پر رنج ہوا۔ اس لئے کہ وہ جانتا تھا میں دو کنگ مشن کا ذاتی علم حاصل کر سکوں گا۔ اور اب اسے یہ فکر ہوئی ہے کہ میرا سفر نامہ قوم کے لئے بجائے مفید ہونے کے مضر ہو گا۔ اور اس خیال کو اس نے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب کیا ہے جسکو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مرید ظاہر کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ:۔

"شیخ یعقوب علی عرفانی مرزا محمود احمد کا سفر نامہ لکھنے کا سامان کر رہا ہے"

یہ فقرہ خود حقیقت کا اظہار کرتا ہے مگر اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ میرے سفر نامہ کی ردی تمام کے لئے ایسا مخلص مرید پیغام کو ملد و جار مجھکو قطعاً یقین نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کسی مبایع نے جو قادیان سے تعلق رکھتا ہو کوئی خط پیغام کو لکھا ہو۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کے بعد نفاق اور بزدلی کی روح باقی نہیں رہتی پیغام اگر اپنے دعویٰ میں راستباز ہے تو اس کا نام شائع کرے۔؟

سفر نامہ کیوں مضر ہو گا؟

پیغام کہتا ہے کہ عرفانی سفر نامہ میں معجزوں کا تانتا باندھ دے گا۔ اس لئے قوم کو فائدہ کی بجائے نقصان ہو گا۔ اگر قوم سے مراد وہ قوم ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتوں کے اظہار سے یقیناً ان کے ایمان میں ترقی ہو گی۔ لیکن اگر وہ قوم مراد ہے جن کا رجس زیادہ ہوتا ہے تو یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرتوں کی جن آیات کو دیکھا ہے۔ میں ان کو چھپانے کا گنہگار نہیں ہو سکتا اور اگر قادیان سے پیغامیوں کو تکلیف ہو تو فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا کے مصداق ہو کر اس کا مزہ چکھیں ؎

تو اکنم آں کہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

خانقاہ رحمانیہ کی دعوت مناظرہ

حضرت نعمت اللہ خاں صاحب شہید کے متعلق امیر کابل کو ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ نے بواسطہ وزیر خارجہ سلطنت افغانیہ توجہ دلائی ہے۔ کہ یہ سنگساری خلاف شریعت اسلامیہ ہے امیر خانقاہ رحمانیہ کے راہبوں نے لکھا ہے کہ وہ اس کے متعلق مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہے ×

یہ درخواست ان کو امیر کابل سے کرنی چاہئے کہ وہ ان کو اپنا وکیل اور قائمقام منتخب کر لیں ان کو ایسا دعویٰ امیر صاحب سے سند وکالت حاصل کرنے کے بعد کرنا چاہیئے۔ مگر مجھے یقین نہیں کہ امیر صاحب خانقاہ رحمانیہ کی وکالت قبول کر سکے۔

حضرت امۃ الحی صاحبہ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح کا خط جماعت کے نام

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

برادران جماعت احمدیہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ‘

وہ مشیت الٰہی جس کا میں نے سفر سے پہلے اعلان کیا تھا آخر پوری ہو گئی۔ میری ہمدرد و جاں نثار بیوی امۃ الحی کانت تحت ظل اللہ ابدالآباد آج سوا تین بجے بروز بدھ بتاریخ دس دسمبر ۱۹۲۴ء (۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ) اپنے مالک و آقا سے جو اس کا پیدا کرنیوالا اور اس کا رب تھا جا ملی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ علاوہ اس کے کہ حضرت استاذی المکرم و استاذکم حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ دین اور اسلام کی اس قدر محبت رکھتیں تھیں۔ اور سلسلہ کی عورتوں کی علمی ترقی کی ان کے دل میں اس قدر تڑپ تھی کہ میرے نزدیک ساری جماعت میں اس قسم کی کوئی عورت موجود نہیں۔ مزید براں وہ مجھ سے اس قسم کا تعلق رکھتی تھیں کہ شاید کسی خاوند کو ایسی محبت کرنے والی بیوی نہ ملی ہو۔ پس میں اپنے سب بھائیوں سے خاص طور پر درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرحومہ کے لئے جلد جلد جمع ہو کر دعائے مغفرت کریں اور نماز جنازہ ادا کریں۔ مرحومہ کا آپ پر تہرا حق ہے۔ وہ اس زمانہ کے مرسل مسیح موعود کی بہو تھیں اور خلیفہ اول کی بیٹی تھیں اور میری بیوی تھیں۔ پس ایک رنگ میں آپ سب لوگوں سے ان کو ماں ہونے کا رشتہ ہو نیکے ماں ہونے کا ہی تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس نیک فعل کی جزا بخیر دے۔

مرحومہ نے دو لڑکیاں اور لڑکا جو ابھی ایک ماہ کا ہے چھوڑا ہے احباب ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا میں عزت بخشے اور اسلام کا خادم بنائے تاکہ مرحومہ کے لئے ثواب جاریہ کا کام دیں۔

خیر مقدم

بعد از مراجعت سفر یورپ اعلیٰ حضرت فخر دوران امام الزمان خلیفۃ المسیح ثانی عالیجاہ رفیع پائیگاہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد

آ رہی ہیں آج ہر سو سے مبارکبادیاں
آ گئے ہیں سیر یورپ سے ہمارے فخر قوم

اے بشیر الدین محمود الزمان فخر زمن
آپ سے تھا فیض پاتا ھند پہلے بیحساب

کنفرنس مذہبی میں جا کے وہ لیکچر دیئے
جب توکلت علی اللہ کہکے بسم اللہ کی

آپ کا جب سفر یورپ حسب مطلب ہوگیا
سر بسر توحید کی تعلیم جب وہ سن چکے

حبذا طوبا لکم۔ اھلاً و سھلاً مرحبا
ایک مدت سے ہمارا ہو رہا تھا دل فگار

بیقرار ہی تھی تپ ہجران سے جان زار کو
اب مبارک تیرا آنا قافلہ سالار ہے

اے بشیر الدین محمود الزمان فخر زمن
اب ورود پاک ہے محمود بھی مسعود بھی

آپکے دیدار سے دلشاد ہیں پیر و جواں

ہے مناسب جس قدر ملکر منائیں شادیاں
جس کے الطاف و کرم سے پائی ہیں آزادیاں

آپ کے تشریف لانیسے کھلا صحن چمن
پھر یہ چاہا آپ نے یورپ کو بھی کردیں خطاب

آپ کے سرچشمے سے دنیا ہوئی سب فیضیاب
مادیوں کو راہ دکھلائی رسول اللہ کی

سارے عیسائیوں نے مانا ہے لوہا آپ کا
آپ ہی کے ہاتھ سے اسلام کا کلمہ پڑھا

اے علمدار سپاہ احمدی سردار من
ایک عرصے سے تڑپتا تھا برابر جسم زار

اضطرابی سے جگر مطلق نہ پاتا تھا قرار
تو خدا کا نور ہے تو مخزن الانوار ہے

افسر من۔ شاہ من۔ سرتاج من۔ سالار من
تیرے آنیسے جماعت شاد ہے مثل چمن

آپ ہی کو دیکھ کے خوش ہوگئے خورد و کلاں

پیشکش } نیازمندان قدیم فدویت اساس شیخ نور احمد و محمد انعام اللہ مالکان ریاض ہند پریس امرت سر

خیر مقدم

جناب میر مہدی حسین صاحب موراج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی یادگار ہیں اپنے رنگ میں بے نظیر ہیں ساحل ہند پر حضرت خلیفۃ المسیح کو ان کی طرف سے مندرجہ ذیل خیر مقدم کا خط ملا۔

عرفانی

وارد لنڈن ہوا جس دم ہمائے قادیان
سبز گاموں پہ لہرایا لوائے قادیان

برق کی مانند پھیلا جلوۂ رخسار پاک
سارے بازاروں میں گونج اٹھی صدائے قادیان

شمع پروانوں پہ یکسر نور برساتی رہی
مرد و زن سارے ہوئے محو ضیائے قادیان

شاہ انگلستان کے دل پر بھی اثر کرنے لگا
شوق دیدار حبیب مہ لقائے قادیان

جس طرف جاتے ایڈیٹر اور مصور ساتھ تھے
دیدہ یورپ بنا تھا دیدہ ہائے قادیان

مشعل نور نبی سے مقتبس ہوتے رہے
اک نمونہ بن رہا تھا والیسرائے قادیان

مشرق و مغرب کو یکجا جمع کرنیکے لئے
چتری لنڈن پہ جا چمکا ذکائے قادیان

جس نے دیکھا خوش ہوا جس نے سنا مضطر ہوا
بہار ہی تھی ہر کہ و مہ کو ادائے قادیان

چھا گیا ابر ہدایت بوندیاں پڑنے لگیں
آتش تثلیث اغلب ہے بجھائے قادیان

سہمے پھرتے ہیں پوادر مشنری مبہوت ہیں
ہے یہی کوشش کہیں جلدی نہ جائے قادیان

چل رہی ہے ہر طرف توحید کی ٹھنڈی ہوا
ہے یقین اک روز لنڈن ہو گئے آئے قادیان

بادہ عرفان کے پیاسے ہوں وہ سیاں صلیب
جائے پرس ان کے دل میں ہو ہوا قادیان

رج کی طاقت سے مادہ کی پرستش چھوڑ دیں
ہو بت جینز بس کی ہجاول میں خدائی قادیان

حسن صورت کی جگہ معنی کی ہو دلمیں للک
مہدئ دوراں پہ قربان ہوں فدائے قادیان

موج پر آجائے ابر رحمت پروردگار
گمرہان عشق کو رہرو بنائے قادیان

دیکھکر شان مسیحائی جلائے رات دن
لنڈنی سارے ہوئے نغمہ سرائے قادیان

خیر مقدم

بتقریب ورود مسعود امام الزمان خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ

یورپ سے آج قوم کا سردار آگیا
لو قافلے کا قافلہ سالار آگیا

اب وقت اندمال ہے زخم فراق کا
صد شکر مرہم دل افگار آگیا

قیمت ہے جسکے ایک سرِ مو کی جان و دل
وہ یوسفِ زماں سر بازار آگیا

دنیا میں جس کی فتح کا شہرہ ہے چارسو
وہ لشکر خدا کا علمدار آگیا

حکمت سے جس کی دنگ ہیں مغرب کے فلسفی
وہ خازن خزانۂ اسرار آگیا

ہر لفظ جس کی بات کا ہوتا ہے کیف خیز
پھر بزم میں وہ ساقی سرشار آگیا

جس کا ہر ایک قول ہے تریاق روح کا
وہ چارہ ساز امت بیمار آگیا

مغرب میں دین پاک کی پھیلا کر روشنی
مشرق کا آفتاب پر انوار آگیا

ہاں تشنۂ زلال معارف کی ہو نوید
سرچشمہ حقائق و اسرار آگیا

دیکھا جوان کو نکتہ رسان فرنگ نے
بولے کے صدق و کذب کا معیار آگیا

دکھلا دیا ہلال نے نیچا صلیب کو
توحید حق کا غاشیہ بردار آگیا

اعدا کی دشمنی کا جماعت کو غم نہیں
احمدؐ کے سلسلے کا مددگار آگیا

بڑھکر ہے عید سے یہاں محمودؓ کا ورود
یعنی امام امت ابرار آگیا

(طالب دعا مستری اللہ بخش احمدی مشین مین)

ناظرین! خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

خیر مقدم

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(برموقعہ واپسی از سفر یورپ)

۲۳. نومبر ۱۹۲۴ء کی رات کو بمقام ریلوے سٹیشن امرتسر پڑھا گیا

ہمارے پیارے اور نہایت ہی پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ہم خادمان آنحضور کی مع ہمراہیان کے بخیر و عافیت اور عظیم الشان کامیابی سے واپسی پر صدق دل سے نہایت مخلصانہ خیر مقدم عرض کرتے ہیں:-

اے امیر المومنین - ہم خادمان حضور کے نہایت ہی شکر گذار ہیں کہ حضور نے از راہ لطف و کرم اس عظیم الشان سفر کے متعلق قبل از وقت جماعت کو مشورۃً اپنی ناچیز آراء کے پیش کرنے کا موقع عطا فرمایا اور باوجود نامساعد حالات - مالی کمزوری - خرابی صحت اور نیز بعض دیگر موانع کے مختلف مقامات کی جماعتوں میں سے ۹۰ فی صدی آراء کو قبول فرماکر اپنے آرام و آسائش و پرائیوٹ ضروریات کو قربان فرماتے ہوئے اس سفر کو سخت تکلیف دہ موسم میں اختیار فرمایا۔

اے موعود اولوالعزم - ایسی بے سرو سامانی میں جس میں حضور کی روانگی عمل میں آئی ہے کوئی قیاس نہیں کرسکتا تھا کہ بظاہر حالات کوئی خاص نمایاں کامیابی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے ایسی عظیم الشان کامیابیاں اور الٰہی نصرتیں مختلف مواقع و مقامات پر حضور کے رفیق حال ہوئی ہیں کہ ہمارا ایمان ان تمام کو ایک خرق عادت امر یقین کرتا ہے۔

حضور والا - یہ سفر جس قدر مبارک اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے اس کا مکمل علم تو حضور کو عینی مشاہدہ اور مطالعہ حالات سے ہوچکا ہے لیکن اس قلیل علم کی بناء پر جو حضور کے لگائے ہوئے پودے اور جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل کے ذریعہ سے ہم خادمان تک پہنچا ہے۔ ہم خادمان اس سفر کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رویا کہ حضور انگلستان میں ایک ممبر پر کھڑے لیکچر دے رہے ہیں اور سفید پرندے حضور نے پکڑے ہیں اپنی پوری شان کے ساتھ حضور کے ہاتھوں پورا ہوا ہے کیونکہ خلیفہ کا کام درحقیقت اصل کا کام ہے اور حضور کا دمشق میں منارۃ البیضاء شرقی کے پاس نزول فرما ہونا حدیث نبوی کا لفظاً پورا ہونا ہے جو

بجائے خود ہمارے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے۔

یا خلیفۃ المسلمین۔ ہم خادمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ تمام ترقیات دراصل سلسلے کی آنے والی ترقیات کا پیش خیمہ ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یوروپ دمشق اور بیت المقدس وغیرہ احمدیت کے لئے ویسے ہی تشنہ کام ہیں جیسے کہ ہندوستان یا پنجاب اور جس جوش عقیدت سے ان مقامات پر حضور کا خیر مقدم کیا گیا ہے وہ امید دلاتے ہیں کہ وہاں باقاعدہ مشن کے قایم ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اور وسیع پیمانہ پر کامیابی ہوگی۔

اے ذوالقرنین صفت موعود۔ اٹلی میں جو پروپیگنڈا اسلام کا نہایت قلیل اور تھوڑے وقت میں اخبارات وملاقات کے ذریعہ سے عمل میں آیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ تثلیث اس مرکز میں عنقریب اکھڑ جانی کو ہے اسی طرح سے باقی ممالک یوروپ اور انگلستان کے باشندگان نے بھی اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس نعمت عظمیٰ کو جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ عمل میں آئی ہے قبول کرنے کے لئے مستعد اور چشم براہ ہیں اور حضور کا معہ رفقاء کے ورود ایک یورپین کے رؤیاء کے مطابق یوروپ کے لئے حضرت مسیح کا معہ حواریوں کے ہی آنا ہے۔ اور یہ راز سربستہ اب پورے طور پر کھل گیا ہے کہ وہ حسود جو حضور کی تشریف بری یوروپ کی مخالفت اس مزعومہ بنا پر کر رہے تھے کہ یورپ میں اسلامی فرقوں اور احمدیت کا ذکر کرنا اشاعت اسلام کے لئے سم قاتل ہے محض غلط اور بعض نفسانی اغراض کے ماتحت ایک دہوکہ دہی تھی اور اسمیں رائی بھر سچائی نہیں۔

اے امیر المومنین۔ حضور کی کامیابی حقیقتاً ومعناً مغرب سے طلوع شمس کی پیشگوئی کی مصداق ہے اور اس وجہ سے حسود کی پھیلائی ہوئی گونگی بہری ظلمت جس کی آڑ میں وہ اپنی عظمت قایم کرنا چاہتا تھا نہ صرف کافور ہوگئی ہے بلکہ آپ کی حقیقت آشکار ضیا پاشی سے ان کا افشائے راز ہوکر ذلت وندامت کا باعث ہوا ہے۔

یا ابن رسول اللہ۔ اس سفر کے برکات میں سے ہم خادمان کے نزدیک بابی اور بہائی مذہب باطلہ کی حقیقت کا انکشاف بھی ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ حضور بہ نفس نفیس اس سحر کے ابطال کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ان کے مراکز عکہ اور حیفہ میں پہنچ کر ان کی ذلیل حالت کا مشاہدہ کر کے انکے ادعائے باطل متعلقہ قبولیت بلاد غربیہ کا کما حقہٗ انکشاف فرمایا اور اس لحاظ سے یہ تحقیقات اس سفر کی خصوصیات میں سے ہے جس نے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں ایک نئے اضافہ کا باب کھول دیا ہے۔

سیدنا۔ حضور کی چار ماہ کی غیر حاضری میں بعض افسوسناک واقعات رونما ہوئے ہیں مثلاً (۱) حضرت قبلہ میر صاحب کی وفات (۲) حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت (۳) حادثہ بھیرہ (۴) جناب میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی۔ بابو فضل کریم صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب جماعت لیگوس وغیرہ کی وفات اور اسی قسم دیگر واقعات ان سب سے جو صدمہ حضور والا کو ہوا ہے اس کو ہم خادمان بھی محسوس کرتے اور حضور کے غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو معہ خدام کے صبر جمیل کے ساتھ اجر جزیل عطا فرما اور ان باقی امور کو جن کی خبر حضور کو رؤیا میں ملی ہے اپنے فضل سے مبدل برحمت فرماوے۔

سیدنا۔ جہاں اس قدر صدمات کی وجہ سے دلوں کو تکلیف ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یکے بعد دیگرے حضور کے مشکوئے معلیٰ میں دو فرزند عطا فرما کر ایک حد تک خوشی اور تسکین کا سامان عطا فرمایا ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل واحسان سے ہر دو کو حضور کے لئے قرۃ العین اور دین کے لئے خدام میں سے بنائے۔ آمین۔

اے "ولیم دی کنکر" کی بشارت کے مصداق بشیر۔ حضور کے انگلستان تشریف لیجانے سے جو جو فوائد سلسلہ عالیہ احمدیہ کو پہنچے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ پہنچیں گے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے شاید میسر نہ آتے بلکہ بقول بعض مشاہیر انگلستان کے اگر ہزارہا پونڈ بھی خرچ کیے جاتے تو اس قدر جلدی یہ کامیابی متوقع نہ ہو سکتی تھی درحقیقت حضور نے روحانی طور پر یورپ اور دیگر بلاد غربیہ کو فتح کر لیا ہے اور وحی الٰہی نے جو آنحضور کا نام "ولیم دی کنکرر" رکھا ہے وہ صحیح طور پر اسی سفر میں حضور پر صادق آیا ہے۔

سیدنا۔ حضور کی تقاریر اور دیگر گفتگوؤں سے اسلام کی صداقت سلسلہ کی حقیقت۔ نومسلموں کا ازدیاد ایمان۔ ہندوستانی طلباء میں دینی علمی جوش کی تحریک۔ قومی کریکٹر۔ جماعت کا وقار۔ تبلیغی اصلاحات۔ احکام اسلام کی فلاسفی۔ مرد وعورت کے تعلقات کی اصلاح تعدد ازدواج کی کنہ۔ سود خواری کے نقصانات۔ پردہ کے فوائد۔ ہندوستان کے سیاسی حالات کی نہایت صحیح ترجمانی علمی اور مختلف انجمنوں میں حقیقی اسلام یعنی احمدیت کی تبلیغ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں تحقیق مذہب کا شوق پیدا کرنا وغیرہ نمونۃً ان کاموں میں سے ہیں جو حضور نے حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ضمن میں سر انجام فرمائے ہیں۔

اے امیر المومنین۔ کانفرنس مذاہب ودیگر مختلف موقعوں پر جو لیکچر حضور اور حضور کے رفقائے سفر نے حضور کی منشاء وہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے ہیں اور حضور نے خود بنفس نفیس ایک عرصہ انگلستان میں قیام فرما کر مبلغین انگلستان کے علاوہ مبلغین مصر امریکہ۔ جرمنی۔ اور افریقہ کو نہایت کارآمد معلومات ونظام عمل سے نمونۃً رہنمائی فرمائی ہے ان سب سے ہم خادمان کو یقین ہے کہ آیندہ سلسلہ کی ترقی کی رفتار انشاء اللہ تعالیٰ یوماً فیوماً تیز ہوگی۔

سیدنا۔ حضور نے تمام جماعت کی دلی تڑپ کو محسوس کرتے ہوئے کمال شفقت سے تمام مقامات مقدسہ پر دعاؤں میں جماعت کو شامل فرما کر ایک نہایت عظیم الشان احسان ہم خادمان پر فرمایا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور کو اس کے لئے اجر عظیم عطا فرمائے اور اسی طرح سے مختلف مقامات سے اپنی اور رفقاء کی صحت وعافیت اور سلسلہ عالیہ کے اہم امور کے متعلق ہدایات اور اطلاعات بذریعہ تار برقی ولاسلکی ارسال فرماتے رہے ہیں اور اس شفقت کے لئے بھی ہم خادمان تہ دل سے شکر گذار ہیں۔

اے فضل عمر۔ حضور نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اس جنگ مقدس میں شریک کار ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بہت بڑی کامیابی کا دروازہ کھولدیا ہے اور حضور کے ہمراہیان نے بھی خدمت دین میں جو نمایاں حصہ لیا ہے اس کیلئے بھی ہم خادمان ان سب احباب کے شکر گذار ہیں اور جناب حافظ روشن علی صاحب کی خدمت میں تصوف کی حقیقی ترجمانی کے لئے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اے ہمارے پیارے آقا۔ ہم خادمان تمام جماعت کے ساتھ حضور کے اس احسان کے ممنون وشاکر ہیں جو جناب مکرم چودہری ظفر اللہ خاں صاحب امیر جماعت لاہور کے سپرد حضور نے خاص خدمات فرما کر جماعت کے لئے ایک تسلی کی خاص سبیل نکالدی اور ہم خادمان یقین رکھتے ہیں کہ ان کی موجودگی ضرور ہمارے لئے دعا کی تحریک کا ذریعہ ہو رہی ہوگی۔

سیدنا۔ ہم خادمان اس ناچیز شکریہ کے اختتام پر صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ کریم آنحضور کی ان تمام کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور آنحضور کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا۔ حضور از راہ ترحم دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہم خادمان کو اسلام کی تعلیم کا نمونہ بننے اور حضور کے منشاء کے ماتحت پوری مستعدی سے کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور انجام بخیر ہو۔ والسلام

خاکساران

(چوہدری) ظفر اللہ خان بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی بیرسٹر ایٹ لاء

امیر جماعت احمدیہ لاہور

(حکیم) محمد حسین قریشی سکرٹری	(میاں) محمد ابراہیم سوداگر چرم
(سید) دلاور شاہ سکرٹری تبلیغ	(شیخ) عبد القادر "
(شیخ) عبد الحمید فنانشل سکرٹری	(بابو) مظفر الدین
(بابو) عبید اللہ اسسٹنٹ سکرٹری	(حکیم) فیض احمد "
(میاں) شمس الدین سوداگر چرم	(مستری) محمد موسےٰ

ساحل سمندر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خیر مقدم

جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے

جو ۱۰ نومبر ۱۹۲۴ء کو ۱۱ بجے الگزینڈر ڈاک پر جناب ڈاکٹر صادق صاحب نے پیش کیا۔ عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ⁂ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

بحضور حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی ایدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کے اس غلام کو حضرت اہلیہ مولانا مولوی شیر علی صاحب نے تمام جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے حضور کے قدموں میں ساحل سمندر پر حاضر ہونے کے لئے اور سب کی طرف سے خیر مقدم اور مبارکباد عرض کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور کی یہ ساڑھے چار ماہ کی غیر حاضری تمام جماعت ہند کے واسطے نہایت درجہ رنج و غم کا موجب ہوئی۔ اور احباب نے یہ جدائی کا زمانہ ایک ایک دن بلکہ ایک ایک گھنٹہ گن گن کر گذارا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کا حضور کے اس سفر کے ذریعہ سے نہ صرف۔ مصر۔ فلسطین۔ شام۔ اٹالیہ۔ فرانس۔ اور انگلستان میں بطریق احسن عام طور پر پہنچنا اور پھیلنا بلکہ ان ملکوں کے جرائد۔ مصور۔ اخبارات فوٹوگراف۔ سینما کے فلموں اور دیگر ذرایع کے سہارے۔ یورپ۔ امریکہ۔ ایشیا اور افریقہ بلکہ تمام دنیا میں پھیل جانے سے ایک ایسا عظیم الشان کام ہوا ہے جس کی نظیر تبلیغی اشاعت کی سرعت کے لحاظ سے تاریخی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ خبریں جماعت کے واسطے جان افزا اور فرحت دہ ہوتی رہیں۔ اس موقعہ پر دیگر مذاہب کے لیکچرار بھی مختلف اکناف عالم سے لنڈن میں جمع ہوئے اور ہر مذہب کا نمائندہ وہاں موجود تھا۔ لیکن یہ مقدس کلمہ سوائے حضور اقدس کے کسی کے منہ سے نہ نکلا۔ اور نہ نکل سکتا تھا کہ:۔

"خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے"۔

اگر اور کوئی کام بھی اس سفر میں نہ ہوتا۔ تب بھی ایسے موقعہ پر صرف ایک اس کلمہ حق کی اشاعت تمام دوسرے مذاہب کو بھگا دینے کے لئے کافی اور وافی تھی۔

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حضور کے اس سفر سے یہ مہتم بالشان فائدہ بھی حاصل ہوا۔ کہ حضور نے خود موقعہ پر یورپ کے حالات کا مطالعہ کر کے بلا دِ غربی میں آیندہ تبلیغ اسلام کی ایک مستقل اور صحیح صحیح سکیم تجویز فرمائی۔

حضرتِ والا۔ حضور کے غلام اور خادم جنہوں نے حضور کو اس سفر کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ وہ اپنی اس رائے پر اللہ کریم کے شکریہ کے ساتھ جس قدر فخر کریں بجا ہوگا۔

حضور والا۔ اور خدامان ہمرکاب نے اس سفر میں جو صعوبتیں اٹھائیں۔ اور مالی تنگی کے لحاظ سے جس قدر تکالیف برداشت کیں۔ ان کی خبریں ہمارے دلوں کو زخمی کرنے والی ہوئیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کی یہ دلی تمنا اور آرزو تھی۔ کہ حضور کے خدام فارغ البالی کے ساتھ اپنے اخراجات کو پورا کرتے۔ اور حضور بھی اپنے اخراجات کو خود برداشت کرنے کی بجائے مخلصین جماعت پر کرم فرمائی کرتے ہوئے ان کو ان اخراجات کے مہیا کرنے کی اجازت عطا فرماتے۔

جن لوگوں کے نصیبہ میں ان کی بدقسمتی سے صرف حاسدانہ بدگوئی اور عیب چینی ہی آئی ہے۔ انہوں نے اپنی شامت اعمال بدنصیبی سے اللہ کے پیاروں اور رسولوں کو بلکہ خود خدا کی ذات پاک کو بھی اپنی سب و شتم سے خالی نہیں چھوڑا۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کر کے ہر مذہب و ملت اور ہر ملک و قوم کے شرفا اور ان کے جرائد حضور کے اس سفر کے بابرکت ہونے کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

حضور کے مبارک وجود کے اس موقعہ پر یورپ میں ہونے سے خدا کے فضل کے ساتھ جو شہرت اور اشاعت سلسلہ حقہ احمدیہ کو حاصل ہوئی اور جو فتح اور عزت افزائی دین اسلام کو نصیب ہوئی وہ حضور کے خود جانے کے بغیر اگر ہم ہندوستان میں بیٹھ کر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے تو حاصل نہ ہو سکتی تھی۔

مغربی ممالک کو دراصل جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ صرف لیکچروں اور کتابوں کی پوری نہ ہو سکتی تھی۔ بلکہ حضور کے مبارک قدم کا پڑنا ہی اس سرزمین پر اس کے حقیقی مرض کا علاج تھا۔ کیونکہ اس کے قالب میں جان ڈالنے کے لئے ایک خدا رسیدہ روحانی طبیب کی ضرورت تھی حضور کے اس سفر نے یہ امور دنیا کے اہل علم طبقہ پر روشن اور مبرہن کر دیئے ہیں کہ:۔

(۱) یورپ اور امریکہ کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو وہ خدام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ جو خدا کے فضل سے اپنی روحانی قوت کے ساتھ اپنے اسلامی شعار کو قایم رکھ کر دوسروں پر روحانی حکومت کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شام۔ فلسطین مصر کے ذی علم اور حق شناس لوگ اس مقدس روحانی تعلیم کے زیر اثر آنے کے واسطے تیار ہیں۔ جس کا دروازہ اس زمانہ فیض مسیحی نے کھولا ہے۔

(۳) یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انگلستان کے علاوہ اٹلی۔ فرانس اور دیگر ممالک یورپ کے سلیم الفطرت اشخاص اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے اور قبول کرنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔

(۴) لنڈن اس زمانہ میں ایک رنگ میں دنیا کا مرکزی شہر ہے اور لنڈن کی خوش قسمتی کی خوشبو اس واقعہ سے آتی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ انگریزوں کی حکومت دنیا بھر میں سب سے بڑی حکومت ہے اور ہزارہا مسلمان کہلانے والے بڑے بڑے ذی مقدرت روسا، نواب اور سلطان اس کے ماتحت اور اس کے حلیف ہیں۔ پھر بھی آج تک کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ خدائے واحد کی خالص عبادت کے واسطے شہر لنڈن میں ایک مسجد بنا دے۔ لنڈن کی پہلی مسجد کے سنگ بنیاد کا رکھا جانا دنیا کے سب سے بڑے شہر کی آیندہ خوش قسمتی پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۵) حضور کے تشریف لے جانے سے یہ امر بھی اظہر من الشمس ہو گیا کہ اگر یورپ میں کوئی عقیدہ پھیل سکتا ہے تو وہی اسلام ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور جس کا نام احمدیت ہے نہ کہ دوسرے فرقوں کا بگڑا ہوا رسمی اسلام۔ ہندوستان اور مرکز سلسلہ سے غیر حاضری کے زمانہ میں گو حضور کو بعض رنج دہ اور غم پہنچانے والی خبریں بھی پہنچتی رہی ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے بھی حضور مبارکباد کے حق دار ہیں کہ حضور کے اس سفر کے زمانہ میں حضور کے خدام کی حالت ہندوستان میں الحمد للہ ہر طرح تسلی بخش اور قابل اطمینان رہی ہے۔

مبارک ہے وہ مقدس جماعت جس نے حضور کے مبارک زمانہ کو پایا۔ اور حضور کی آواز میں انصاری الی اللہ پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان و مال کو حضور کے قدموں میں قربان کر دیا۔

میں دوبارہ حضور کی خدمت میں جماعت احمدیہ ہند کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ساحل سمندر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خیر مقدم

جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے

جو ۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء کو ۱۱ بجے الگذینڈر ڈاک پر جناب ڈاکٹر صادق صاحب نے پیش کیا۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بحضور حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی ایدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضور کے اس غلام کو حضرت اہمینیلہ مولانا مولوی شیر علی صاحب نے تمام جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے حضور کے قدموں میں ساحل سمندر پر حاضر ہونے کے لئے اور سب کی طرف سے خیر مقدم اور مبارکباد عرض کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور سے یہ ساڑھے چار ماہ کی غیر حاضری تمام جماعت ہند کے واسطے نہایت درجہ رنج و غم کا موجب ہوئی۔ اور احباب نے یہ جدائی کا زمانہ ایک ایک دن بلکہ ایک ایک گھنٹہ گن گن کر گذارا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کا حضور کے اس سفر کے ذریعہ سے نہ صرف مصر۔ فلسطین۔ شام۔ اٹالیہ۔ فرانس۔ اور انگلستان میں بطریق احسن عام طور پر پہنچنا اور پھیلنا بلکہ ان ملکوں کے جرائد۔ مصور۔ اخبارات فوٹوگراف۔ سینما کے فلموں اور دیگر ذرایع کے سہارے۔ یورپ۔ امریکہ۔ ایشیا اور افریقہ بلکہ تمام دنیا میں پھیل جانے سے ایک ایسا عظیم الشان کام ہوا ہے جس کی نظیر تبلیغی اشاعت کی سرعت کے لحاظ سے تاریخی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ خبریں جماعت کے واسطے جان افزا اور فرحت دہ ہوتی رہیں۔ اس موقعہ پر دیگر مذاہب کے لیکچرار بھی مختلف اکناف عالم سے لنڈن میں جمع ہوئے اور ہر مذہب کا نمایندہ وہاں موجود تھا۔ لیکن یہ مقدس کلمہ سوائے حضور اقدس کے کسی کے منہ سے نہ نکلا۔ اور نہ نکل سکتا تھا کہ:-

"خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے"۔

اگر اور کوئی کام بھی اس سفر میں نہ ہوتا۔ تب بھی ایسے موقعہ پر صرف ایک اس کلمہ حق کی اشاعت تمام دوسرے مذاہب کو بھگا دینے کے لئے کافی اور وافی تھی۔

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حضور کے اس سفر سے یہ مہتم بالشان فائدہ بھی حاصل ہوا۔ کہ حضور نے خود موقعہ پر یورپ کے حالات کا مطالعہ کر کے بلا دغربی میں آیندہ تبلیغ اسلام کی ایک مستقل اور صحیح صحیح سکیم تجویز فرمائی۔

حضرتِ والا۔ حضور کے غلام اور خادم جنہوں نے حضور کو اس سفر کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ وہ اپنی اس رائے پر اللہ کریم کے شکریہ کے ساتھ جس قدر فخر کریں بجا ہوگا۔

حضور والا۔ اور خدامان ہمرکاب نے اس سفر میں جو صعوبتیں اٹھائیں۔ اور مالی تنگی کے لحاظ سے جس قدر تکالیف برداشت کیں۔ ان کی خبریں ہمارے دلوں کو زخمی کرنے والی ہوئیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کی یہ دلی تمنا اور آرزو تھی۔ کہ حضور کے خدام فارغ البالی کے ساتھ اپنے اخراجات کو پورا کرتے۔ اور حضور بھی اپنے اخراجات کو خود برداشت کرنے کی بجائے مخلصین جماعت پر کرم فرمائی کرتے ہوئے ان کو ان اخراجات کے مہیا کرنے کی اجازت عطا فرماتے۔

جن لوگوں کے نصیبہ میں ان کی بدقسمتی سے صرف حاسدانہ بدگوئی اور عیب چینی ہی آئی ہے۔ انہوں نے اپنی شامت اعمال بدنصیبی سے اللہ کے پیاروں اور رسولوں کو بلکہ خود خدا کی ذات پاک کو بھی اپنی سب و شتم سے خالی نہیں چھوڑا۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کر کے ہر مذہب و ملت اور ہر ملک و قوم کے شرفا اور ان کے جرائد حضور کے اس سفر کے بابرکت ہونے کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

حضور کے مبارک وجود کے اس موقعہ پر یورپ میں ہونے سے خدا کے فضل کے ساتھ جو شہرت اور اشاعت سلسلہ حقہ احمدیہ کو حاصل ہوئی اور جو فتح اور عزت افزائی دین اسلام کو نصیب ہوئی وہ حضور کے خود جانے کے بغیر اگر ہم ہندوستان میں بیٹھ کر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے تو حاصل نہ ہو سکتی تھی۔

مغربی ممالک کو دراصل جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ صرف لیکچروں اور کتابوں کے پوری نہ ہو سکتی تھی۔ بلکہ حضور کے مبارک قدم کا پڑنا ہی اس سرزمین پر اس کے حقیقی مرض کا علاج تھا۔ کیونکہ اس کے قالب میں جان ڈالنے کے لئے ایک خدا رسیدہ روحانی طبیب کی ضرورت تھی حضور کے اس سفر نے یہ امور دنیا کے اہل علم طبقہ پر روشن اور مبرہن کر دیئے ہیں کہ:-

(۱) یورپ اور امریکہ کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو وہ خدام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ جو خدا کے فضل سے اپنی روحانی قوت کے ساتھ اپنے اسلامی شعار کو قایم رکھ کر دوسروں پر روحانی حکومت کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شام۔ فلسطین۔ مصر کے ذی علم اور حق شناس لوگ۔ اس مقدس روحانی تعلیم کے زیر اثر آنے کے واسطے تیار ہیں۔ جس کا دروازہ اس زمانہ فیض مسیحی نے کھولا ہے۔

(۳) یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انگلستان کے علاوہ اٹلی۔ فرانس اور دیگر ممالک یورپ کے سلیم الفطرت اشخاص اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے اور قبول کرنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔

(۴) لنڈن اس زمانہ میں ایک رنگ میں دنیا کا مرکزی شہر ہے اور لنڈن کی خوش قسمتی کی خوشبو اس واقعہ سے آتی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ انگریزوں کی حکومت دنیا بھر میں سب سے بڑی حکومت ہے اور ہزارہا مسلمان کہلانے والے بڑے بڑے ذی مقدرت روسا اور نواب اور سلطان اس کے ماتحت اور اس کے حلیف ہیں۔ پھر بھی آج تک کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ خدائے واحد کی خالص عبادت کے واسطے شہر لنڈن میں ایک مسجد بنا دے۔ لنڈن کی پہلی مسجد کے سنگ بنیاد کا رکھا جانا دنیا کے سب سے بڑے شہر کی آیندہ خوش قسمتی پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۵) حضور کے تشریف لے جانے سے یہ امر بھی اظہر من الشمس ہو گیا کہ اگر یورپ میں کوئی عقیدہ پھیل سکتا ہے تو وہی اسلام ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور جس کا نام احمدیت ہے نہ کہ دوسرے فرقوں کا بگڑا ہوا رسمی اسلام۔ ہندوستان اور مرکز سلسلہ سے غیر حاضری کے زمانہ میں گو حضور کو بعض رنج دہ اور غم پہنچانے والی خبریں بھی پہنچتی رہی ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے بھی حضور مبارکباد کے حق دار ہیں کہ حضور کے اس سفر کے زمانہ میں حضور کے خدام کی حالت ہندوستان میں الحمد للہ طرح تسلی بخش اور قابل اطمینان رہی ہے۔

مبارک ہے وہ مقدس جماعت جس نے حضور کے مبارک زمانہ کو پایا۔ اور حضور کی آواز میں اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان و مال کو حضور کے قدموں میں قربان کر دیا۔

میں دوبارہ حضور کی خدمت میں جماعت احمدیہ ہند کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی وفات

یہ خبر احمدی جماعت میں نہایت سوگوار دل سے پڑھی جائے گی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اہلیہ ثانی لجنۃ اماء اللہ کی قابل سکرٹری صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ بروز چہارشنبہ (بدھ) بوقت سوا تین بجے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ ایک علم دوست اور ذی علم خاتون تھی اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ۔

سلسلہ کی بہت بڑی عالمہ خاتون کا انتقال ہوگیا

تو اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں مرحومہ کے لئے یہ فخر یکتا فخر تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خلیفہ کی بیٹی اور دوسرے کی بیوی تھی اور اس طرح پر اسے یہ شرف بھی حاصل تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھی۔

مرحومہ میرے سامنے پیدا ہوئی اور خدا کی قدرت ہے کہ اپنے سامنے اسے سپرد خاک کر دیا۔ بچپن سے اسکو زیب و زینت سے جو نسوانی خاصہ ہے دلچسپی نہ تھی بلکہ اس کی خوشی ہمیشہ علمی باتوں سے تھی۔ عرصہ دراز تک اس کو رنگدار لباس پہننے سے بھی نفرت تھی بلکہ سفید لباس پہنتی اور طب کا بہت شوق تھا ڈاکٹر کہلانا پسند کرتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے عقد میں آکر اس کی علمی ترقیوں کے لئے ایک وسیع میدان مل گیا × اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ ترقی کی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اپنی ذاتی ترقی کا ہی خیال نہ تھا بلکہ وہ مستورات کو علم کے بلند منار پر لے جانے کی بہت بڑی خواہش اپنے دل میں رکھتی تھی۔ میں حقیقت کے طور پر جانتا ہوں کہ سیدہ امۃ الحی کی سب سے بڑی خواہش اور سب سے بڑی صرف یہ تھی کہ۔

وہ خلافت راشدہ کو کامیاب دیکھے

اور وہ چاہتی تھی کہ جو بار خلافت مشیت ایزدی نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دوش مبارک پر رکھدیا ہے اس میں اپنی انتہائی قربانی کرکے ہاتھ بٹائے دن رات اس کو یہی فکر تھی لجنۃ اماء اللہ کے سکرٹری کی حیثیت سے جو کام انہوں نے کیا ہے وہ بجائے خود ایک تفصیلی تبصرہ چاہتا ہے وہ ہر ایک تعلیم اپنے عمل سے دینا چاہتی تھیں ان کا گھر ایک بہت بڑا مدرسہ تھا جہاں ہماری بچیاں اور بہنیں علمی خزانوں سے مالا مال ہوتی تھیں × اپنے فیض رساں باپ کی طرح تدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھتی تھیں آج اس مکان کی طرف (جو مدرسہ بنات تھا) دیکھکر حسرت ہوتی ہے۔ ان کی موت پر جو بہت بڑی صدمہ ہے وہ یہی ہے کہ مستورات کا۔

ایک شفیق اور دلسوز استاد انتقال کر گیا

جس کی جگہ لینے والا اس وقت کوئی بھی ہماری مستورات میں موجود نہیں × ۱۰ر نومبر ۱۹۲۴ء کو مرحومہ کے بچہ پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کی خبر بکبئی جہاز پر حضرت خلیفۃ المسیح کو ملی۔ میں مبارکباد دینے کے لئے گیا تو میں نے حضرت کو متفکر پایا۔ اور وہ تار جو آپ نے مبارکباد کے تار کے جواب میں دیا ہے ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو اندر ہی اندر ایک تشویش تھی۔ اور ان متفکر خبروں سے بھی آپ واقف تھے جن کی اطلاع مولوی ابراہیم نے سفر سے پہلے آپ کو دی تھی۔ بہرحال بمبئی پہونچتے پہونچتے مرحومہ کی علالت کی خبریں آنے لگیں۔ اور آگرہ تو بہت ہی تشویشناک خبر ملی۔ جس پر مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو فوراً بھیجدیا۔ دہلی میں جو خبر ملی اس نے سب کو پریشان کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت نے خود بھی روانگی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن پھر آپ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اپنے جذبات کو جماعت کے لئے قربان کر دینا چاہئے چنانچہ آپ نے اس کا اظہار فرمایا اور پروگرام کو توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ میں اپنے ذوق معرفت کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ تقدیر اسی وقت واقع ہونے والی تھی مگر خدا تعالیٰ نے آپ کی اس قربانی کو قبول فرمایا اور اس کو ملتوی کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ قادیان پہنچ گئے۔ یہاں آنے پر سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی طبیعت میں کچھ افاقہ کی صورت پیدا ہوئی مگر پھر حالت بدلنی شروع ہوئی چنانچہ آخری ایام میں طبیعت بہت ناساز ہو گئی یہاں تک کہ ۹ر دسمبر ۱۹۲۴ء کی رات کو حالت بہت نازک ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بجائے خود ناساز تھی۔ مگر آپ نے اپنی علالت کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور تیمارداری اور حقوق شوہریت میں وفاداری کا وہ کامل نمونہ دکھایا کہ اس کی نظیر ہمارے سامنے نہیں رات بھر آپ برابر تیمارداری اور معالجہ میں شریک رہے اور رات ہی کو صدقہ کیا تقسیم کرایا۔ اور پھر کافی وقت دعاؤں میں گذارا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالت میں پھر وقفہ ہوا۔

گویا یہ وہ نظارہ تھا جو خدا تعالیٰ کو مومن کی جان لینے میں تامل ہوتا ہے۔ ۱۰ دسمبر کی صبح کو حالت میں صحت نما افاقہ ہوا مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد حالت بدل گئی یہاں تک کہ وہ وقت آن پہنچا کہ جس کا پہلے سے اندیشہ تھا۔

یعنی سوا تین بجے روح پرواز کر گئی

اس ساری بیماری میں مرحومہ نے کبھی کوئی شکایت یا شکوہ جو بیماریوں میں انسان سے ہو جاتا ہے نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنے مالک و مولیٰ کی شکرگذار رہیں۔ اور اپنے واجب الاحترام شوہر کے لئے ان کے دل میں محبت اور وفاداری کا جو جذبہ تھا وہ عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ اور اس کی وجہ ان کی خلافت حقہ راشدہ پر ایمان تھا اور دلی خواہش یہی تھی کہ وہ اس کار عظیم میں ان کی سچی اور کامل خادم اور کارکن ہوں۔

قادیان میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی۔ اور الدار کے سامنے جماعت کے افراد جمع ہو گئے۔ حضرت نے عصر کی نماز خود پوری سکینت و اطمینان سے پڑھائی چونکہ آسمان پر ابر تھا اس لئے اعلان کیا گیا کہ جنازہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۴ء کی صبح کو ہوگا۔ غسل حضرت نے خود بمعیت والدہ صاحبہ سیدہ امۃ الحی صاحبہ کو دیا اور ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو آپ گھر سے لیکر قبر تک برابر جنازہ اٹھائے ہوئے گئے باغ میں اس مقام پر جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا جنازہ رکھ کر پڑھا گیا تھا آپ نے جنازہ پڑھایا اور بہت لمبی دعا کی آہستہ تکبیروں کے ساتھ اسے ختم کیا۔ اور پھر قبر میں اتارنے کے لئے خود اترے اور صاحبزادہ ناصر احمد صاحب اور مولوی عبدالسلام صاحب عمر کو ساتھ لیا قبر کے تیار ہونے پر آپ نے دعا کی اور بعد دعا کے کھجور کی ایک سبز شاخ منگوا کر سرہانے کی طرف کھڑی کر کے اپنی زندگی کی مونس و غمگسار کو

السلام علیکم کہا

اور شہر کو روانہ ہو گئے۔ مرحومہ کی وفات کی اطلاع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک چٹھی احباب کو بھیجی ہے جو ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۴ء کی ڈاک میں روانہ ہو گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہر جگہ کی جماعتوں نے مرحومہ کا جنازہ غایب پڑھ لیا ہوگا۔

مرحومہ نے جو خواہش مرنے سے پہلے ظاہر کی وہ یہ تھی کہ الفضل کے ذریعہ تمام جماعت کو السلام علیکم پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ مرحومہ کا پیغام بذریعہ الفضل پہونچا دیا گیا ہے۔ میں الحکم کے ذریعہ بھی پہنچاتا ہوں مرحومہ اپنی یادگار دو لڑکیاں اور ایک بچہ چھوڑ گئی ہے۔ احباب التزاماً دعا کریں کہ خدا مرحومہ کی ان یادگاروں کو سعادت اور نیکی میں پروان چڑھائے۔ اور انکو اپنی والدہ کی پاک خواہشوں کے پورا کرنے کی توفیق دے آمین۔

اللہ مرحومہ کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام دیوے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ساتھ اس حادثہ میں عام ہمدردی ہے خدا تعالیٰ اس ابتلا کو ہر قسم کے انعام کا موجب بنادے آمین